3

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

۱۸ جولائی ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

Anspid

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَفٰی بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (رواہ مسلم)

بغیر تحقیق کوئی بات نہ کہو

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کے جھوٹ بولنے کے لئے یہی بہت ہے کہ وہ جس بات کو سنے اُسے نقل کر دے (یعنی تحقیق نہ کرے)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِیْ اُمَّتِهٖ قَبْلِیْ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِیْ اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَّقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (رواہ مسلم)

منکرین سے جہاد کا حکم

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے پہلے کسی قوم میں کوئی نبی خدا نے ایسا نہیں بھیجا۔ جس کے مددگار اور دوست اسی قوم میں سے نہ ہوں (ایسے مددگار اور دوست) جو اس کے طریقہ کے پیرو ہوتے اور اس کے احکام کی پوری اطاعت کرتے۔ پھر ان کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے جن کو ناخلف کہا جاتا۔ یہ لوگ ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا ان کو حکم نہیں ملا تھا۔ پس جو شخص (تم میں سے) ان لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے۔ وہ مومن ہے۔ اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور اس کے بعد (یعنی جو شخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کر سکے۔ اس میں) رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلَا یُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْكَتِهٖ یَقُوْلُ عَلَیْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَلَا لَا یَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِیُّ وَلَا كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ یَّسْتَغْنِیَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَّزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَیْهِمْ اَنْ یَّقْرُوْهُ فَاِنْ لَّمْ یَقْرُوْهُ فَلَهٗ اَنْ یُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَی الدَّارِمِیُّ نَحْوَهٗ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ اِلٰی قَوْلِهٖ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ

قرآن و حدیث دونوں کو مضبوط پکڑو

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبردار ہو کہ دیا گیا ہے مجھ کو قرآن اور اس کے مثل اس کے ساتھ۔ خبردار ہو کہ عنقریب ایک پیٹ بھرا شخص اپنے چھپرکھٹ پر پڑا ہوا کہے گا کہ بس اس قرآن کو لازم جانو۔ پس جو چیز تم قرآن میں حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور جس کو حرام پاؤ۔ اس کو حرام سمجھو اور واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اُسی کے مانند ہے۔ جس کو حرام کیا خدا نے۔ خبردار ہو کہ تمہارے لئے اہلی (گھریلو) گدھا حرام ہے اسی طرح کونچلی رکھنے والا ہر درندہ اور حرام ہے تمہارے لئے معاہد کی گری پڑی چیز (یعنی اس قوم کی چیز جس سے معاہدہ کیا ہو) مگر وہ گری پڑی چیز حلال ہے جس کی پرواہ اس کے مالک کو نہ ہو۔ اور جو شخص کسی قوم کا مہمان بنے اس قوم پر لازم ہے۔ کہ اس کی مہمانی کریں۔ اگر وہ مہمانی نہ کرے تو اس شخص کو جائز ہے کہ وہ مہمانی کے موافق اُن سے حاصل کرے (ابوداؤد دارمی نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور اسی طرح ابن ماجہ نے اس روایت کو جس طرح اللہ نے حرام کیا۔ تک بیان کیا ہے)

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰی اَرِیْكَتِهٖ یَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ یُحَرِّمْ شَیْئًا اِلَّا مَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَلَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَیْتُ عَنْ اَشْیَاءَ اِنَّهَا كَمِثْلِ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ یُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَّلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِیْ عَلَیْهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِیْ اِسْنَادِهٖ اَشْعَثُ ابْنُ شُعْبَةَ الْمِصِّیْصِیُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِیْهِ

حلال و حرام

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ کے لئے) پس فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے چھپرکھٹ میں تکیہ لگائے ہوئے یہ خیال رکھتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے۔ وہ اس قرآن میں موجود ہے۔ خبردار ہو کہ میں نے قسم ہے خدا کی البتہ حکم دیا۔ نصیحت کی اور منع کیا چند چیزوں سے اور وہ مثل قرآن کے ہیں بلکہ زیادہ اور البتہ اللہ نے تم کو یہ حلال نہیں کیا کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں اجازت حاصل کئے بغیر چلے جاؤ اور نہ تمہارے لئے انکی عورتوں کو مارنا جائز ہے۔ اور نہ ان کے پھلوں کا کھانا جائز ہے۔ جبکہ وہ اپنا مطالبہ ادا کر دیں۔ جو ان کے ذمہ تھا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ (رواہ مسلم)

غرباء کے لئے خوشخبری

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شروع ہوا اسلام غریب اور آخر میں بھی ایسا ہی ہو جائے گا (یعنی اسلام کی ابتداء غریبوں سے ہوئی اور آخر میں بھی اسلام غریبوں میں ہی رہ جائیگا) پس عُ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۰

محرم پر فسادات

انسان کے معنی ہیں انس و ہمدردی کا مجسمہ۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرنجاں مرنج ہو۔ دوست دشمن اپنے پرائے سب کے ساتھ انس و ہمدردی سے پیش آئے۔ اسلام اپنے متبعین کو اسی قسم کا انسان بنانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

(اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝)

سورہ حٰم السجدۃ پ ۲۴ ع ۵

ترجمہ۔ (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہوگا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے۔

اس بلند پایہ تعلیم کو فارسی میں کسی نے یوں پیش کیا ہے ؎

بدی رابدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الیٰ من عصیٰ

دوسری جگہ فرماتے ہیں

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۫

سورۃ المائدہ ع ۱ پ ۶۔

ترجمہ۔ کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو۔ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "تم زمین والوں (مخلوق خدا) پر رحم کرو۔ آسمان والا (خدا) تم پر رحم کرے گا" آپ کا ایک اور ارشاد ہے "مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔"

اس بلند پایہ تعلیم سے مزین انسان کسی انسان پر تو درکنار کسی حیوان پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ تو چیونٹی کو بھی دکھ دیتے ہوئے ڈرے گا۔ کہ ایسا نہ ہو اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر مجھے جہنم میں ڈال دیں۔ لیکن افسوس صد افسوس! ہماری حالت یہ ہے۔ مسلمانی در کتاب و مسلماناں در گور۔ ہم اس تعلیم کو چھوڑ کر انس و ہمدردی کی بجائے ظلم و ستم کا مجسمہ بن گئے ہیں۔ یگانے اور بیگانے سب ہم سے نالاں ہیں۔ محرم کے موقعہ پر شیعہ اور سنّی فسادات اس ظلم و ستم کا ایک ادنیٰ نمونہ ہیں۔ دونوں فرقوں کے اختلافات اگر ساڑھے تیرہ سو سال میں ختم نہیں ہوئے تو اب کس طرح ختم ہو سکتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے سے تو ایک دوسرے سے منافرت بڑھتی جا رہی ہے۔

ہم دونوں فرقوں کے رہنماؤں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے پیروؤں کو روا داری سے کام لینے کی تلقین کریں۔ اگر خلوص نیت سے مصالحت کی کوشش کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اختلافات دُور نہ ہوں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ اس سال محرم کے موقعہ پر ملک کے کسی حصّہ میں بھی فسادات کی آگ بھڑکنے نہ پائے۔

اس موقعہ پر ہم حکومت سے بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کے جان و مال اور عزّت کی حفاظت کرنا ہر حکومت کا فرض ہے۔ گویا امن بحال رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ہماری حکومت کو قبل از وقت امن کی بحالی کے لئے تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری حکومت اس معاملہ میں غفلت سے کام لیتی ہے ہمارے ارباب اختیار محرم سے چند روز پہلے ہر فرقہ کے علماء کرام کی ایک میٹنگ کرکے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ ان کے خیال میں علماء کرام اپنے جمعہ کے خطبہ میں فسادات کے خلاف اور ... میں اتفاق اور اتحاد پر وعظ فرمائیں گے۔ تو شیعہ سنّی آپس میں شیر و شکر ہو جائیں گے یہ خوش فہمی ہے۔ ہر سال محرم پر فسادات ہمارے ارباب حل و عقد کی خوش فہمی کو دُور کرکے ان کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہیں۔ لیکن خدا جانے کیوں وہ ہر سال پھر خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ابھی وقت کافی ہے اور حکومت کو چاہیئے کہ وہ فوری انتظامات کرے۔ حکومت کے کارندوں کو علم ہوتا ہے کہ فساد برپا کرنے والے اور ان کی پشت پناہی کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں۔ اگر ان کے خلاف قانون کے حفاظتی دفعات کا استعمال کیا جائے تو فسادات کی روک تھام ہو سکتی ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش افسر اقلیتوں کو ناجائز مراعات دے کر دانستہ یا نادانستہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو فسادات کے لئے شہ مل جاتی ہے۔ ایسے افسروں کو بھی ذرا سختی سے خبردار کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمارے وزراء کی بدعنوانیاں

ہمارے وزراء نوابوں۔ بڑے بڑے زمینداروں اور سرمایہ داروں کی اولاد ہیں ان کو بچپن ہی سے فضول خرچی کی عادات پڑی ہوتی ہے۔ وہ محنت اور مشقت کی زندگی سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کے اوقات عزیزہ اکثر لہو و لعب کے کاموں میں ضائع ہوتے ہیں۔ وہ خوشامد پسند ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے گرد خوشامدی لوگ جمع ہو کر ان سے ناجائز فائدے اُٹھاتے ہیں۔

جب خاندانی تعلقات کی بناء پر وہ کُرسیٔ وزارت پر رونق افروز ہوتے ہیں تو ان کی تمام صفات یہاں بھی پوری طرح نمایاں ہوتی ہیں۔ ان کو سرکاری خزانہ سے معقول تنخواہ ملتی

دیکھ او مغرورِ انساں اپنی ہستی آج دیکھ!

۲۳ جون ۱۹۵۸ء کی صبح کو ہمیں صوفی محمد صادق صاحب امرتسری ٹیلر ماسٹر کچہری روڈ لاہور سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ صاحب موصوف کو اللہ تعالےٰ نے ذوق سلیم عطا فرما رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر موقعہ پر نہایت پاکیزہ کلام سے اپنے ملنے والوں کو محظوظ کرتے ہیں۔ اس روز آپ نے دوران گفتگو میں مندرجہ ذیل اشعار سُنائے جو لکھ لئے گئے تاکہ ہدیۂ قارئین کرام کئے جاسکیں۔ شاعر کا نام ان کو بھی یاد نہیں۔ (ادارہ)

نزع کا عالم ہے جسم مضمحل ہے بے قرار — ہر طرف گھبرا کے اُٹھتی ہیں نگاہیں بار بار
نور آنکھوں میں نہیں چہرہ پہ زیبائی نہیں — حسرتِ گفتار ہے اور تابِ گویائی نہیں

دیکھ او مغرورِ انساں اپنی ہستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

بسکہ زعمِ علم دانی سے فلک پر تھا دماغ — مادی دُنیا نے تجھ کو وہ دکھاتے سبز باغ
وہم سے بالا نہ تھی ذاتِ خُدا تیرے لئے — تو نے یہ سمجھا نہ تھا گویا فنا تیرے لئے

دیکھ او مغرور انساں اپنی ہستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

بزمِ دُنیا بھی وہی ہے دورِ صہبا بھی وہی — ہو اگر مقدور تو بھی ہو شریکِ مے کشی
ہے وُہی ساغر وُہی آوازِ نوشا نوش ہے — اے بلا نوش اجل اب کس لئے خاموش ہے

دیکھ او مغرور انساں اپنی ہستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

کیا ہوئی وہ تیری دولت کیا ہُوا وُہ تیرا گنج — ہاں اسے بھی ساتھ لیتا جا کہ حاصل ہو نہ رنج
ہر گھڑی بیتاب تھا تیرا نفس جس کے لئے — کیا یہیں تک ختم تھی تیری طلب اس کے لئے

اِتنی دولت پر بھی اپنی تنگ دستی آج دیکھ
دیکھ او مغرور انساں اپنی ہستی آج دیکھ

ایک دُنیا دُور ہے لیکن اسی دُنیا میں ہے — شہر ہے اِک شہر کے نزدیک اور صحرا میں ہے
ایک بستی ہے کہ ہے آباد بھی برباد بھی — حشر تک رہنا ہے جس میں شاد بھی ناشاد بھی

جو نہ دیکھی تھی کبھی بسنی وہ بستی آج دیکھ
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

ﮯ اس بند میں قبرستان کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۱ر جولائی ۱۹۵۸ء

ایک تقسیم کے لحاظ سے انسانوں کی دو قسمیں

(۱) اللہ تعالٰے کی رضا کی تابعداری کرنے والے

(۲) نافرمانی کے باعث اللہ تعالٰے کے غضب کے مستحق ہونے والے

(مرتبہ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ثبوت

(اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَ اللّٰہِ کَمَنۡ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاۡوٰىہُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے - اس کے برابر ہو سکتا ہے - جو غضب الٰہی کا مستحق ہُوا - اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے -

تمہید

برادران اسلام - آج کی صحبت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ انسان اس دُنیا کی زندگی میں مختلف حالات سے گزرتا رہتا ہے - اور پیش آنے والی حالت میں اس کے سامنے دو دروازے آتے ہیں - ایک اللہ تعالٰے کی رضا کا اور دوسرا اللہ تعالٰے کے غضب کا - انسان کی بھلائی اور بہتری اسی میں ہے - کہ ہر حالت میں رضا کے دروازے سے گزرے - اور غضب الٰہی کے دروازے میں داخل ہونے سے اپنے آپ کو بچائے - اسی لئے آج کے اس خطبے میں ہر موقعہ پر دونوں پیش آنے والے دروازوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں - تاکہ ہر مسلمان مرد اور عورت رضا الٰہی ہی کے دروازہ سے گزرے - اور بالآخر اسی رضا الٰہی کی لائن پر چلتے ہوئے ہر مسلمان کا خاتمہ ہو - اور رضا الٰہی کا تمغہ لے کر قبر میں داخل ہو - تاکہ اللہ تعالٰے اپنے فضل و کرم سے ہم میں سے ہر ایک کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے باغ بنا دے - آمین یا الٰہ العالمین -

عقائد کی درستی

برادران اسلام - بارگاہ الٰہی میں انسان کے نیک اعمال کی قیمت کا مدار عقائد کی درستی پر ہے - اگر دل کا عقیدہ درست ہے - تو رائی کے دانہ جتنی نیکی کا ثواب پہاڑ کی مقدار بھی (بشرطیکہ اللہ تعالٰے دینا چاہے) یقیناً مل سکتا ہے - اور اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو پہاڑ جیسے بڑے کام کا ثواب رائی کے دانہ کے برابر بھی آخرت میں نہیں ملے گا -

مثلاً

ایک دولتمند جو اربوں روپوں کا مالک ہے - اس نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کرکے ایک بلند ٹیلے پر **جامع مسجد** بنوا دی - اور اتنی بڑی دولت حاصل ہونے میں اس کا عقیدہ یہ ہے - کہ انگریز کی حکومت کے زمانے میں فلاں انگریز مجھ پر بڑا مہربان ہو گیا تھا - وہ ہر سال مجھے لاکھوں روپوں کے ٹھیکے دیا کرتا تھا - اس کی مہربانی سے میں اتنا بڑا دولتمند ہو گیا - اس شخص کے اس باطل عقیدہ کے باعث شریعت اسلامی میں اسے مشرک کہا جائے گا - کیونکہ اللہ تعالٰے کا ارشاد تو قرآن مجید میں یہ ہے -

رزق کی تنگی اور کشادگی اللہ تعالٰی کے

اختیار میں ہے - ارشاد ملاحظہ ہو -

(اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا ۝)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے - اور تنگ بھی کرتا ہے - بلاشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے -

اس دولتمند کا عقیدہ

یہ ہونا چاہیئے تھا - یہ کہتا - کہ اللہ تعالٰے نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ دولت نصیب فرمائی ہے - اسی کا فضل تھا - کہ اس انگریز کے ہاں سے کئی ٹھیکیدار ٹھیکے لیا کرتے تھے - مگر اللہ تعالٰے نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کے دل کو مجھ پر مہربان کر دیا تھا - سب سے پہلے وہ شخص مجھے ٹھیکہ دیتا - جو مجھ سے بچ جاتا تھا - وہ دوسروں کو دیتا تھا - اگر اس کا عقیدہ یہ ہوتا - تو وہ توحید پرست ہوتا - اس کے بعد جو روپیہ اس نے پہاڑ جتنی مسجد بنانے پر خرچ کیا تھا وہ قبول ہوتا - اب اس کے مشرکانہ عقیدہ کے باعث اس کی مسجد میں رائی کے دانہ جتنی بھی قیمت نہیں ہے - اور اگر عقیدہ میں توحید کا نور بدرجہ اتم و اکمل پایا جائے پھر فرض کر لیجئے - ایسا شخص کسی نہر کے کنارے پر جنگل میں چار کولوں پر ایک چھپر ڈال دیتا ہے - تاکہ اگر کوئی مسلمان نہر پر نہائے - یا وضو کرے - اور نماز پڑھنا چاہے - تو اس چھپر کے سایے میں جو میں چٹائی بچھا رہا ہوں - اس پر نماز ادا کر سکے اس چھپر والی مسجد کے عوض میں اسے اللہ تعالٰے

بہشت میں عالیشان محل

عطا فرمائے گا - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

(عَنۡ عُثۡمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ بَنٰی لِلّٰہِ مَسۡجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ متفق علیہ

ترجمہ - عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی - اللہ اس کے لئے بہشت میں گھر بنائے گا -

بہرحال

گزشتہ سطور کے پڑھنے سے یہ بات خیال میں آگئی ہوگی - کہ ہر نیکی کے بارگاہ الٰہی میں قبول ہونے اور آخرت میں اس کا صلہ ملنے کے لئے عقائد

کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

تمام عقائد کی جڑ عقیدہ توحید ہے

عقیدہ توحید کے باعث اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے

(اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝)

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگوگے ملیگا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

عقیدہ شرک کے باعث

اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے

(ذٰلِکَ ہُدَی اللّٰہِ یَہْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷

ترجمہ۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے چاہے اُس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے۔ تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شرک کرنے سے اللہ تعالیٰ اتنا سخت ناراض ہو جاتا ہے کہ انسان کی کسی نیکی کی اس کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہتی۔

عقیدہ توحید کے بعد باقی چار رکن اسلام کے متعلق

بھی یہی فیصلہ ہے۔ کہ پابندی سے نماز ادا کرنے والے کے لئے رضا الٰہی کا تمغہ تارک نماز پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اسی حالت میں مرگیا تو جہنّم میں داخلہ۔ رمضان المبارک کے روزے اگر کوئی شخص رکھتا ہے تو اس کے لئے رضا الٰہی کا تمغہ اور اگر سوائے کسی شرعی عذر کے نہیں رکھتا۔ تو جہنّم کے داخلہ کا مستحق ہوگا۔ اگر کسی مسلمان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو جنّت کا مستحق ہے۔ اور اگر ادا نہیں کرتا تو جہنّم میں جھونک دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر حج فرض ہے اور ادا کر دیا تو رحمتِ الٰہی کا دروازہ کُھل جائے گا۔ اور اگر سوائے شرعی عذر کے ادا نہ کیا۔ تو دوزخ کا دروازہ کھلے گا۔

ان چار ارکانِ اسلام کے متعلق بھی یونہی خیال کیا جائے۔ کہ ان چاروں پر عمل کرنے والے کے لئے چار دروازے بہشت میں کُھل جائیں گے۔ اور اگر عمل نہ کیا۔ تو پھر چاروں ملزموں کے لئے چار دوزخ کے دروازے کھلیں گے۔

اللھم لا تجعلنا منھم

اعمال میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے

(بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۱۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جُھکا دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا کی زندگی کے اعمال میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لئے اجر ہے۔ ان لوگوں کو بارگاہ الٰہی میں جاتے ہوئے کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ کسی قسم کا غم ہی محسوس کریں گے۔

اعمال میں رضا الٰہی کی پرواہ نہ کرنیوالے

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰہِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ فَمِنْہُمْ مُّہْتَدٍ ۚ وَکَثِیْرٌ مِّنْہُمْ فٰسِقُوْنَ ۝)

سورہ الحدید رکوع ۴ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا تھا۔ اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوّت اور کتاب رکھی تھی۔ پس بعض تو ان میں راہ راست پر رہے۔ اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہمیشہ اکثر اُمتوں میں ایسے ہی رہے۔ جنہوں نے اپنے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی کوئی پروا نہ کی۔

مال حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب

(فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىکُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِہَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَیْہِمْ فَلَنَاْتِیَنَّہُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَہُمْ بِہَا وَلَنُخْرِجَنَّہُمْ مِّنْہَآ اَذِلَّۃً وَّہُمْ صٰغِرُوْنَ ۝)

سورہ النمل رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر جب سلیمان کے پاس (بلقیس کا بھیجا ہوا وفد) آیا۔ فرمایا۔ کیا تم میری مال سے مدد کرنا چاہتے ہو، سو جو کچھ مجھے اللہ نے دیا ہے اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو۔ ان کی طرف واپس جاؤ۔ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر پہنچیں گے۔ جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل کرکے نکال دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو بلقیس کو اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ اور اس نے اس کے بدلہ میں بڑے بڑے قیمتی تحائف بھیجے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اگر چاہتے تو وہ تحائف رکھ لیتے۔ مگر انہوں نے بلقیس ملکۂ یمن پر یہ ثابت کر دیا۔ کہ ہمیں مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تم اسلام لاکر اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار بندی بن جاؤ۔

مال حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا)

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایسے لوگوں کو نہ انصاف کا خیال ہے۔ نہ خدا کا خوف ہے۔ بس یہی ہوس ہے۔ کہ مال حاصل ہو جائے۔ خواہ حرام ہی کا ہو۔ پھر اس حرام خوری کا نتیجہ نکلے گا۔ کہ مرنے کے بعد دوزخ کا ٹھکانا نصیب ہوگا۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

مال خرچ کرنے میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کا لحاظ رکھنے والے

(وَسَارِعُوْآ اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ o الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o

سورہ اٰل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان و زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی نہ عیش و خوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چراتے ہیں۔ ہر موقع پر اور ہر حال میں حسب مقدور خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ سود خواروں کی طرح بخیل اور پیسہ کے پجاری نہیں گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں" اللھم اجعلنا منھم

مال خرچ کرنے میں اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اِلٰی جَھَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ o)

سورہ الانفال رکوع ۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں۔ سو ابھی اور بھی خرچ کریں گے۔ پھر وہ ان کے لئے حسرت ہوگا۔ پھر مغلوب کئے جائینگے اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے مالوں کو خرچ کریں گے یہی خرچ کرنا آئندہ چل کر ان کے لئے وبال جان ہو جائے گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

بولنے میں
اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے
ہر سچی بات کی تصدیق کرنے والے

(فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی o وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی o فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی o)

سورہ الیل پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر جس نے دیا۔ اور پرہیزگاری کی۔ اور نیک بات کی تصدیق کی۔ تو ہم اس کے لئے جنت کی راہیں آسان کرینگے

اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے اور
خدا پر جھوٹ باندھنے والے

(اُنْظُرْ کَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط وَکَفٰی بِہٖٓ اِثْمًا مُّبِیْنًا ع) سورہ النساء رکوع ۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ دیکھو یہ لوگ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں۔ یہی ایک صریح گناہ کافی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ بد نصیب انسان ایسے شتر بے مہار ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

چلنے میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کا لحاظ رکھنے والے

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا o

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں۔ جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں۔ سلام ہے۔

حاصل

چلتے وقت متکبرانہ اور مغرورانہ طرز سے نہیں چلتے۔ بلکہ منکسرانہ اور عاجزانہ طرز سے چلتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا کَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْہِ وَقْرًا ج فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ o)

سورہ لقمان رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے۔ جیسے اس نے سنا ہی نہیں۔ گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں۔ سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے۔

حاصل

یہ ہے کہ سن کر بھی احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتے۔

رشتہ داری کے معاملہ میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کی تابعداری کرنیوالے

(اَلَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ o)

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ اور اس بات سے ڈرتے ہیں۔ کہ بارگاہ الٰہی میں جب حقوق العباد کا معاملہ پیش ہو۔ تو کہیں اس معاملہ میں مجرم قرار نہ دیا جاؤں۔

رشتہ داروں کے معاملہ میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ

مِیۡثَاقِہٖ وَیَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَلَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ۝) سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔ اور اس چیز کو توڑتے ہیں۔ جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا۔ اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ان کے لئے لعنت ہے۔ اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ سے کیا ہُوا عہد توڑنے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنے کے باعث اُن پر لعنت پڑی۔ اور دوزخ کے مستحق قرار دیئے گئے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

زندگی کے گیارہ موڑوں پر بائیس دروازے

برادران اسلام۔ گزشتہ تحریر میں انسانی زندگی کے گیارہ موڑوں پر بائیں دروازے دکھا چُکا ہوں۔ جن میں سے گیارہ ایسے تھے۔ جن میں سے اگر انسان گزرے۔ تو اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ ملتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ جس شخص کو رضا الٰہی کا تمغہ مل گیا۔ اس کو یقیناً جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی نارضامندی کے گیارہ دروازوں سے گزرا۔ اگر خدانخواستہ اسی حالت میں اسے موت آگئی۔ تو اس کا ٹھکانا سوائے دوزخ کے اور کہاں ہو سکتا ہے۔

اتمام حجت

یہ چیز پیش نظر رہے کہ اللہ تعالےٰ کسی سے جبراً نیکی نہیں کروانا چاہتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے حاملین کتاب و سُنّت بندوں سے اپنی مخلوق کو اپنا نازل کردہ پیغام حق (یعنی قرآن مجید) پہنچا دیتا ہے۔ اور انسانوں کے ضمیر میں حق و باطل کا فیصلہ کرنے کی استعداد اس نے رکھی ہُوئی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے

(وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ ۙ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِیۡنَ نَارًا) الآیۃ

سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور کہدو سچّی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے مان لے۔ اور جو چاہے انکار کردے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔

لہٰذا مخالفین حق پر اتمام حجّت ضرور ہو جائے گا۔ قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکیں گے۔ کہ اے اللہ ہمیں تیرے ارشادات کا علم نہیں تھا۔

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ وَاللّٰہُ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔

"تجلّے تری ذات کا سُو بسُو ہے"

(از جناب عبدالرحیم صاحب جاوید الہ آبادی)

یہ شمس و قمر انجم و کہکشاں ہیں　　یہ دشت و جبل ہیں یہ آب رواں ہیں
یہ ابرِ سیاہ دل میں برقِ تپاں ہیں　　یہ شجر و حجر ہیں بہار و خزاں ہیں

تجلّے تری ذات کا سُو بسُو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے

یہ نالۂ بلبل ہیں سروِ سمن ہیں　　گل و لالہ و سنبل و نسترن ہیں
یہ گلہائے خنداں ہیں اور ہر چمن ہیں　　قسم مجھ کو تیری ہر اک انجمن ہیں

تجلّے تری ذات کا سُو بسُو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے

یہ ہنگامۂ گردشِ آسماں ہیں　　یہ سود و زیاں ہیں یہ شور و فغاں ہیں
یہ جاوید رنگِ زمان و مکاں ہیں　　مری آنکھ دیکھے ہے سارے جہاں ہیں

تجلّے تری ذات کا سُو بسُو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے

مجلس ذکر: منعقدہ جمعرات ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد حافظ حمید اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر پڑھ کر سنائی۔ کیونکہ آج ہی حضرت اقدس مدظلہ العالی پانچ روز کے لئے سندھ کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

رُوحانیت کی تربیت بھی قانونِ قدرت کے مطابق ہی ہوا کرتی ہے

قانونِ قدرت یہ ہے کہ مربی کی محنت کا اثر تب ظاہر ہوتا ہے کہ تربیت کی جانے والی چیز میں مربی کی محنت اور کوشش کے ظاہر ہونے کی صلاحیت پائی جائے۔

مثلاً

ایک بڑا ہی محنتی کاشتکار اس زمین میں ہل جوتے۔ اور کئی بار ہل جوت کر اسے خوب نرم کر دے۔ لیکن اگر وہ زمین ایسی ہو کہ اس میں شور بہت بڑی مقدار میں پیدا ہو چکا ہے گویا زمین کا ایک ایک ذرہ شور ہی ہو گیا ہے۔ اب اگر اس زمین شور میں کاشتکار بیج بوئیگا تو یقیناً اس بیج کے اُگنے سے پہلے ہی شور اسے کھا جائیگا اور دانے مٹی میں مٹی ہو جائیں گے۔ کاشتکار کی محنت برباد ہوگی۔ اور نتیجہ صفر نکلے گا۔ اور

بعض زمینیں ایسی طاقتور

بھی ہوتی ہیں کہ کاشتکار فقط ایک مرتبہ ہل چلا کر بیج ڈال آتا ہے۔ زمین خود ایسی طاقتور ہوتی ہے۔ کہ موسم کے باعث ایک دو مرتبہ بارش بھی ہو گئی۔ خدا تعالیٰ کی قدرت یا تو کاشتکار اس دن سرزمین پر گیا تھا۔ جس دن دانے بو کر آیا تھا۔ اور یا کاشت کے پک جانے پر کاٹنے جاتا ہے۔ کاٹ کر فقط بھوسے سے دانوں کو الگ کرنے کی محنت کاشتکار کو کرنی پڑتی ہے۔ اور بس

اور بعض زمینیں متوسط

طاقت کی ہوتی ہیں۔ ان میں کاشتکار دو تین مرتبہ ہل چلاتا ہے تاکہ زمین نرم ہو جائے اور دانے بونے کے بعد تین چار مرتبہ اس کاشت کو پانی بھی دیتا ہے۔ تب کہیں محنت شاقہ کے بعد کاشت کے پکنے اور بار آور ہونے کی توقع ہوتی ہے۔

اور بعض زمینیں

ایسی کمزور بھی ہوتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ تین مرتبہ کھیت کو پانی بھی پلایا مگر پھر بھی زمین کی کمزوری کے باعث دانہ باریک اور اندر گودا بمقابلہ طاقتور زمین کے تھوڑا پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس تفاوت میں کاشتکار کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ زمین کی طبعی کمزوری کا اثر ہوتا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس

شیخ خواہ کتنا ہی کامل کیوں نہ ہو۔ مگر اس کی محنت اور توجہ قلبی کے نتائج کے ظاہر ہونے میں باطن کی تربیت کرنے والے طالب حق کی استعداد کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔ اس لئے وہی نصابِ تعلیم رُوحانی جو ایک طالب ایک سال میں پُورا کر لیتا ہے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ اسی نصاب کو دس سال میں بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے۔

اگر کامل کی صحبت میں

طالب کی اصلاح مکمل طور پر ہو جائے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کے فضل سے طالب بہت سی رُوحانیت کو نقصان پہنچانے والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ جو غیر تربیت یافتہ ہرگز نہیں بچا سکتا۔ مثلاً بعض چیزیں صورت میں حلال ہوتی ہیں۔ اور اصل میں حرام ہوتی ہیں۔ مثلاً ہم نے بازار سے بکری کا گوشت خریدا۔ بکری اگرچہ حلال ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ بکری جس کا گوشت ہم نے خرید کر کھایا ہے وہ بکری چوری کر کے لائی گئی تھی۔ اب چوری کی ہونے کے باعث اس کا گوشت حرام ہو گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس موجودہ زمانہ میں بد دیانتی عام ہو جانے کے باعث خورد و نوش کی بہت سی چیزیں مشتبہ یا حرام ہوتی ہیں۔ آپ بہت سے نیک آدمیوں کو یہ شکایت کرتے ہُوئے پائینگے کہ نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر نماز میں بیشمار خیالات آ جانے کے باعث لطف نہیں آتا۔ اس بے لطفی کا اصل باعث وہی ہے۔ جو عرض کر چکا ہوں۔ اور اس مرض کا علاج بھی وہی ہے۔ جو پیش کر چکا ہوں۔

اگر شیخ واقع میں کامل

ہو اور طالب صادق ہو۔ یعنی اپنے شیخ کے متعلق اس کو تین نعمتیں نصیب ہو جائیں۔ عقیدۃ۔ ادب اور اطاعت تو پھر اللہ تعالےٰ کے پاک نام کے ذکر کی برکت سے زیادہ سے زیادہ تقریباً دو ماہ کے عرصہ کے اندر طالب کو محسوس ہونے لگ جاتا ہے۔ کہ شیخ کے حضور میں خاموشی سے بیٹھنے کے باوجود اس کی طرف سے کوئی چیز آ رہی ہے جو میرے دل کے اطمینان اور سرور کا باعث بن رہی ہے۔

آخری دُعا

اللھم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

ضروری اطلاع

۱۔ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں۔

۲۔ سُرخ نشان اس بات کی اطلاع ہے کہ چندہ ختم ہے۔

۳۔ ایجنٹ حضرات اپنے بل کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں

۴۔ ترسیل زر بنام مینجر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ کی جائے۔

۵۔ پرچہ نہ ملنے کی فوراً اطلاع آنی چاہیئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

ذکرِ الٰہی

از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب بھوپال

سلسلہ کے لئے دیکھیں خدام الدین ۲۷ر جون ۱۹۵۸ء

—(۲۸)—

نمازوں کی حفاظت

قال اللہ تعالےٰ

حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ ۔ رکوع ۳۱ ۔ پ ۲)

ترجمہ ۔ سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور (خاص کر) درمیانی نماز کی ۔ اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے رہا کرو۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ یا سوار ہی (پڑھ لیا کرو) پھر جب امن پاؤ تو اللہ کو یاد کیا کرو ۔ جیسا اس نے تمہیں سکھایا ہے ۔ جو تم نہ جانتے تھے ۔ (حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ)

الحاصل اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذمّے یہ ڈیوٹی لگادی ہے کہ وہ سب نمازوں کی حفاظت کریں ۔ یعنی سب ارکان بجا لا کر وقت مقررہ پر مسجد میں حاضر ہو کر با جماعت نماز ادا کرتے رہیں ۔ تاکہ یہ نماز ان کے لئے نور بن سکے اور اُن کے قلوب کا زنگ دور ہو جائے بیحیائی اور بُرے کاموں سے رُکا رہے ۔ اور مرنے کے بعد قبر بھی نورانی ہو اور جو اس ڈیوٹی سے گریز کرے اس کی تنبیہہ کے لئے یہ حدیث کافی ہے ۔

بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

(عن حضرت جابرؓ مشارق الانوار بحوالہ مسلم)

یعنی بندے اور کفر کے درمیان نماز ترک کرنے سے کچھ فرق نہیں رہتا ۔

یہی وجہ ہے کہ قرآنمجید میں اور احادیث میں بار بار نماز کے قائم کرنے کی تاکید آئی ہے

حدیث ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ " اللہ تعالےٰ کو سب سے پیارا کون سا عمل ہے ؟ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ۔" نماز کو وقت پر ادا کرنا " (بخاری شریف)

ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے اس سب سے پیارے عمل کو بڑی مضبوطی سے تھامے رہیں اور نمازوں کی حفاظت کریں ۔

حدیث ۔ (عن حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا کہ جو شخص نماز کی محافظت کرتا ہے تو یہ اس کے لئے نور کا سبب ہوگی ۔ کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا باعث ہوگی ۔ جو نماز کی محافظت نہ کرے ۔ اس کے لئے نہ نور کا سبب ہوگی ۔ نہ کمال ایمان کا ذریعہ اور نہ بخشش کا ذریعہ اور قیامت کے دن قارون ، فرعون ، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا ۔ (مشکوٰۃ)

بے نمازوں کے لئے اس سے بُری اور کون سی خبر ہو سکتی ہے کہ ان کا حشر قارون ، فرعون ، ہامان اور ابی بن خلف جیسے کفار کے ساتھ ہو ۔

صلوٰۃ الوسطیٰ کے لئے مزید تاکید فرما دی ۔ حضرات مفسرین صلوٰۃ الوسطیٰ سے عصر کی نماز مراد لیتے ہیں ۔ جو رات اور دن کی نمازوں کے درمیان آتی ہے ۔ عصر کا وقت دنیاوی کار و بار اور مشاغل میں زیادہ منہمک رہنے کا ہے ۔ اس لئے اس نماز کی حفاظت کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی ۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔

مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (مشارق الانوار بحوالہ بخاری)

یعنی جس نے عصر کی نماز چھوڑی اس نے اپنے عمل کو گنوادیا ۔

اب جو اللہ کا بندہ دنیاوی کاروبار کو چھوڑ اس نماز کی حفاظت کریگا ۔ وہ بدرجہ اولیٰ دوسری نمازوں کی حفاظت کرسکیگا

اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ میدان کارزار میں بھی نماز سے غافل نہیں ہوتا اور سواری پر یا پیادہ جس طرح ممکن ہو ادا کر لیتا ہے ۔ اسی صلوٰۃ خوف کے متعلق حضرت شیخ الہند کا فرمان ملاحظہ فرمایئے ۔

" یعنی لڑائی اور دشمن سے خوف کا وقت ہو تو ناچاری سے سواری پر اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز درست ہے ۔ گو قبلہ کی طرف منہ بھی نہ ہو "

سبحان اللہ یہ مومن کی شان ہے کہ کسی وقت بھی وہ نماز اور ذکر الٰہی نہیں چھوڑتا عین میدان جہاد کی صفوں میں بھی مقرر کردہ طریقہ پر نماز ادا کر لیتا ہے ۔ جب اللہ کا بندہ ایسے سخت موقعہ پر نماز کی حفاظت کریگا تو دوسرے موقعوں پر وہ ضرور اس کا پورا محافظ بن سکیگا اور امن کی حالت میں وہ باقاعدہ نمازیں ادا کرتا رہے گا ۔

کثرتِ کلامی بجز ذکر الٰہی قساوتِ قلبی کا باعث ہے

؎ دل ز پُر گفتن بمیرد در بدن
گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن (عطارؒ)

یعنی زیادہ گفتگو سے دل جسم میں مر جاتا ہے ۔ اگرچہ گفتگو موتیوں کی طرح بیش قیمت ہی کیوں نہ ہو ۔

اس لئے یہ نصیحت یاد رکھنے کے قابل ہے

اے برادر جز ثنائے حق مگو
قول خود را از برائے دق مگو (عطارؒ)

یعنی میرے بھائی حمد الٰہی کے سوا زیادہ قیل قال نہ کر جو خلق آزادی کا باعث بنے

حضرت عطارؒ کی مذکورہ بالا نصائح ذیل کی حدیث شریف کا مفہوم ہیں :-

حدیث

لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ عَنِ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ ۔

(عن ابن عمرؓ ۔ مشکوٰۃ رواہُ الترمذی)

ترجمہ :- اللہ کے ذکر کے سوا دوسری باتیں زیادہ نہ کیا کرو ۔ کیونکہ اللہ کے ذکر کے سوا کثرت کلامی دل کو سخت کرتی ہے اور لوگوں سے سخت دل آدمی اللہ سے بہت دور ہیں

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کلام کرتے وقت زبان کو نگاہ میں رکھیں ۔ کیونکہ بجز ذکر الٰہی اکثر باتیں لغو ہوتی ہیں ۔ جن سے وقت ضائع ہوتا ہے ۔

ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس تشریف لے گئے ۔ دیکھا کہ آپ اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا حضور آپ کو اللہ بخشے ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ۔ (هٰذَا اَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ) اسی نے تو مجھے تباہی میں ڈالا ہے ۔ (موطا امام مالکؒ)

باقی پھر

حلقۂ احباب

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر بی اے۔ بی ٹی)

"حلقۂ احباب" کے عنوان سے اپنا کالمہ پیش کرنے والے صاحب خدام الدین کے قارئین کرام کے لئے کوئی غیر متعارف صاحب قلم نہیں ہیں۔ یہ وہی اخگر صاحب ہیں جو اکثر ہمارے جریدہ کی خدمت بفضلہ تعالےٰ نہایت ہی احسن طریق پر فرما چکے ہیں۔ جنہوں نے موجودہ معاشرہ پہ تنقیدی نشتر ریزی کرتے ہوئے محسنہ کائنات کے عنوان سے ۲۶ اقساط پیش کیں۔ اور اُردو ادب میں قابلِ قدر اضافہ فرمایا۔ علاوہ ازیں "ابلیس کا خواب" "اگر میں وزیرِ اعظم ہوتا" "وزیرِ نشریات و اطلاعات کے حضور میں" اور دیگر مختلف موضوعات پر اپنا پورا زورِ قلم صرف فرما کر قارئین کرام سے داد تحسین و آفرین حاصل کی۔ موصوف کی ولولہ انگیز نگارشات اور ہنگامی منظومات بلا مبالغہ آسمانِ صحافت کے درخشندہ سیّارے تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ آج ہم "حلقۂ احباب" کے عنوان سے موصوف کا تازہ ترین ادبی اور علمی شاہکار ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ جس میں کالج کی فضا میں عصرِ حاضرہ کے دینی مسائل پر نہایت دلچسپ تبصرہ کیا گیا ہے۔ ایک طرف مغرب زدہ مفکرین کے مذہب اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ اور دوسری طرف ہر اعتراض کے کتاب و سنّت کی روشنی میں ناصحانہ جواب قارئین کرام کے ذوقِ طبع کے لئے موجبِ تسکین ہونگے۔

ہماری دُعا ہے کہ پروردگار عالم عصر جدید کے اس نوجوان مفکر کے زورِ قلم، جذبۂ خدمتِ دین اور بزرگانہ روشنضمیری میں برکت عطا فرمائے اور قارئین کرام کو موصوف کے رشحاتِ قلم سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

"ادارہ"

قسط (۱)

افراد:۔

۱۔ **جاوید**۔ فلاسفی میں ایم۔ اے پاس۔

۲۔ **سعید**۔ ایف۔ اے سے دوڑا ہوا۔ مگر ذہین۔ امیر زادہ۔ سینما کا شیدائی۔

۳۔ **عبد الرشید**۔ گریجوایٹ کسی مردِ حق آگاہ کی صحبتِ عارفانہ کا لذت چشیدہ۔ مذہبِ اسلام کے حقائق پر فدا۔ اور اپنے ہمنشینوں کو نہایت متانت سے پند و نصائح کرنے کا عادی۔

۴۔ اختر۔ حمید۔ مسعود وغیرہ تہذیبِ مغرب کے دلدادہ۔ مگر ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے کے بڑی حد تک مدّاح مگر گفتگو میں جاوید اور سعید وغیرہ کے حامی۔

۵۔ دیہاتی سامعین۔

منظر

"نھضو والہ گاؤں کے جنوبی کونے پر عیدگاہ واقع ہے۔ اس کے احاطے میں سایہ دار درختوں کے علاوہ پختہ اینٹوں کا ایک چھپر بنا ہوا ہے۔ عید گاہ کے مناسب مقام پر ایک غسل خانہ اور کوآں بنا ہوا ہے۔ صبح و شام محلے کے لوگ یہاں آتے جاتے ہیں۔ آج کل موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے کچھ ملازم پیشہ حضرات اور کچھ کالج کے طلبہ گاؤں میں آئے ہیں۔ دس بجے کے قریب بچے بوڑھے اور نوجوان اپنی اپنی چارپائیاں لے کر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے مذاق کے مطابق علیحدہ علیحدہ ٹولیوں میں بٹ جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ شام کے پانچ بجے تک جاری رہتا ہے۔ اور اس کے بعد تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ آج تمام احباب حسبِ معمول چھپر کے نیچے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور اتفاقاً "ضرورتِ مذہب" پر تبصرہ شروع ہو جاتا ہے۔ عبدالرشید کی آمد پر جاوید کی زبان پر مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:۔

جاوید۔ مذہب ایک بیکار سی چیز ہے۔ انسانی زندگی میں اس کو کوئی اہمیّت حاصل نہیں ہے۔

سعید۔ آپ نے سچ کہا۔ جب کبھی کوئی شخص مذہب کا نام لیتا ہے تو میری رُوح گھبرانے لگتی ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً کسی طرح کی قید و بند کا ذکر ہوگا۔

اختر۔ لو عبدالرشید صاحب بھی تشریف لے آئے۔ اب آپ کی بحث و تمحیص سُننے کا مزا آئے گا۔ اور آپ کو اپنا رُخ بھی بدلنا پڑے گا۔

جاوید۔ رُخ کیا بدلے گا۔ حقیقت ہے۔ کہ آپ اگر ذرا غور سے سوچیں تو آپ کو فوراً اعتراف کرتے ہی بن پڑیگی۔ کہ آج تک مذہب نے انسانی زندگی میں کوئی بھی قابلِ ذکر اضافہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے بغیر زندگی کا کوئی پہلو تشنۂ تکمیل رہ جاتا ہے۔ حالانکہ دنیا میں ایسی ہزاروں چیزیں ہیں جن کا فقدان ہماری زندگی کو دم زدن میں اجیرن بنا دیتا ہے۔

عبدالرشید۔ برادرِ محترم! کہیں سوامی دیانند کی رُوح تو آپ میں حلول نہیں کر گئی۔ بڑی متانت سے کہہ رہے ہو کہ مذہب ایک بیکار سی چیز ہے۔ خیر تو ہے؟

جاوید۔ ہاں مولوی صاحب! آپ چند منٹ ضرور اِدھر اُدھر کی باتیں پیش کرینگے۔ مگر آخرکار ہمارے ہمنوا بن جائیں گے۔

مسعود۔ خیر آج دوپہر خُوب گزرے گی۔

عبدالرشید۔ سعید صاحب! آپ کی رُوح پر تو مذہب کے نام سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ (ہنسنے لگتا ہے)

سعید۔ مولوی صاحب! ع

کہتا ہوں۔ سچ کہ جھُوٹ کی عادت نہیں مجھے!

اگر کسی محفل میں کوئی مولوی صاحب تشریف لے آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں سے اُٹھ جانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ صاحب ضرور رنگ میں بھنگ ڈالینگے۔

عبدالرشید۔ (مُسکراتے ہوئے) خیر! آپ کی بھی خبر لیتا ہوں۔ ہاں۔ ہاں۔ آپ کی گھبراہٹ کا فقط ایک ہی علاج ہے۔ کہ آپ کے سامنے ایکٹرسوں کا ذکر کیا جائے۔ اُن کے لباس۔ سج دھج۔ عشوہ و غمزہ پر تبصرہ ہو۔

اور آپ سرشاری کے عالم میں جھوم جھوم کر باتیں کر رہے ہوں -

جاوید- خیر! جناب وہ تو سنیما کا رسیا ہے - ہی - آپ مجھ سے بات کریں- کہ آخر آپ لوگ مذہب کو انسانی حیات کا جزو کیوں قرار دیتے ہیں؟

حمید- خوب - خوب -

مسعود- دیکھئے - آج رشید صاحب کونسے الہامی دلائل پیش کرتے ہیں-

عبدالرشید- مَیں جانتا ہوں کہ آپ جاوید صاحب کے ہمخیال ہیں - مگر جناب مسٹر جاوید تو اپنی عقل کے دشمن ہیں - بے فائدہ گفتگو میں اپنا وقت صرف کرنے کے عادی ہیں - اور اگر یہ لوگ ایسی لایعنی باتوں کو موضوعِ بحث نہ بنائیں- تو شاید ان کی ایم - اے کی ڈگری کو دیمک لگتی ہے -

جاوید- نہیں نہیں بھائی صاحب! مذاق سے قطع نظر - مَیں تو مذہب کو ہر شخص کے لئے غیر ضروری سمجھتا ہوں - اور بس - ہاں - اگر آپ کے پاس کوئی ٹوٹی پھوٹی دلیل ہو تو ہم پر ٹھونسئے - قابلِ سماعت ہوئی تو فبہا - ورنہ . . . .

سعید- معلوم ہوتا ہے کہ آج محفل کا رنگ مذہبی بحث کی وجہ سے پھیکا پھیکا ہی رہے گا -

اختر- ہاں! موسمی پیشینگوئی کے مطابق آج گرج چمک کا کوئی امکان نہیں ہے - (قہقہہ)

عبدالرشید! جاوید کی سنجیدگی کہے دیتی ہے کہ وہ آج اپنے دعویٰ پر پورے پر ڈٹے ہوئے ہیں - لہٰذا مجھے اُن کی رہنمائی کے لئے ضرور کچھ کہنا ہوگا-

اختر- ہاں جناب - آپ ہمارے رہنما ٹھیرے- (مسکراہٹ)

عبدالرشید- مسٹر جاوید! آپ بھی انسان کو جسم اور رُوح سے مرکب مانتے ہونگے اور پھر زندگی کے ادوار کے مطابق اس کی ضروریات پر بھی آپ نے بارہا غور کیا ہوگا - آخر آپ فلاسفی کے ایم - اے ہیں - مگر افسوس ہے کہ آپ نے چند خواہشات کے حصول اور چند عزائم کی تکمیل کا نام زندگی سمجھ رکھا ہے - اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں - آپ کا مبلغ علم فقط جسم اور اس کے عوارضات تک ہی منتہی ہے - رُوح کی لا انتہائیوں - اور بے پایاں وسعتوں سے آپ کے دل و دماغ کو شاید کوئی سروکار ہی نہیں- جسم کے متعلق آج تک جتنے حکیمانہ نظریات قائم ہو چکے ہیں - آپ کے نزدیک وہ مسلّمات میں داخل ہونگے مثلاً آپ کو یقین ہے کہ جسم بُھوک سے ناتواں ہو جاتا ہے - اور عمدہ غذاؤں سے خوب نشو ونما پاتا ہے - کسی بیماری سے جسم میں انحطاط و اضمحلال پیدا ہوتا ہے- اور اس کی رنگت تک بھی پھیکی پڑ جاتی ہے - لیکن اس کے برخلاف اچھی غذاؤں سے جسم خوب پُھولتا پھلتا ہے - اور دن بدن خُوب توانا ہوتا جاتا ہے - بیماری کی صورت میں حکیم حاذق اور مستند ڈاکٹر (Qualified Doctor) کے علاج کی ضرورت پڑتی ہے - غذا میں بڑی احتیاط لازمی ہوتی ہے- تاکہ دوائی اپنا پورا پورا اثر کرے- اور مریض جلد از جلد رو بصحت ہو - مگر عالیجاہ! مَیں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ آپ نے زندگی اور تعلیم کے سارے وقت میں شاید رُوح کی نشو ونما - رُوح کی بیماری - کمزوری - رو بصحت لانے کی کوششیں - روحانی اطبا کی ضرورت - اُن کی ہدایت کے مطابق رُوح کی غذا - اور ہر قدم پر حزم و احتیاط برتنے پر لازماً کبھی بھی غور نہیں فرمایا ہوگا - یہی وجہ ہے کہ آپ نے نہایت متانت سے اعلان کر دیا ہے کہ مذہب زندگی کے لئے کوئی ضروری چیز نہیں

جاوید- اچھا - آپ کے نزدیک رُوح بھی بیمار ہو جاتی ہے -

اختر- (مذاقیہ لہجے میں) مولوی صاحب! پھر تو رُوح کو قبض بھی ہو جاتی ہوگی - اور اُس کو گاہے گاہے ملیریا بُخار بھی چڑھ جاتا ہوگا - (تمام کے چہروں پر مُسکراہٹ)

عبدالرشید- میرے دلائل کوئی جاہلوں کے کانوں پر تو نہیں پڑ رہے ہیں آپ سارے کے سارے صاحبِ علم ہیں - مگر تہذیبِ حاضرہ نے ہم سب کو پیغمبرانہ تعلیم سے دُور رکھا ہے - جس کی وجہ سے ہم نے اپنی لغزشوں کو رفعت پیمائی اور عقلی ٹامک ٹوئیوں کو یقینیات میں داخل کر رکھا ہے - اور یہی وہ اپنی زبوں حالی ہے - جس کے متعلق کسی صاحبِ درد شاعر کا ارشاد ہے -

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

اور ہماری اس غلط فہمی اور خود فریبی کا سبب اقبال مرحوم اپنے ناصحانہ کلام میں یوں پیش کر رہے ہیں -

عصرِ ما مارا ز ما بیگانہ کرد
از جمالِ مصطفٰے بیگانہ کرد

حمید! مولوی صاحب! بہت خوب. اقبال - اقبال ہی ہے -

(اب مولوی عبدالرشید کی باتیں حاضرین نہایت توجہ سے سُن رہے ہیں)

عبدالرشید- جاوید صاحب! آپ رُوح کے بیمار ہونے پر حیرت و استعجاب فرما رہے ہیں - اور اختر صاحب کو رُوحانی امراض کا وجود ہی بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے - حالانکہ جسم اور رُوح کی جُداگانہ حیثیتیں ماننے والا انسان ان ہر دو کی کیفیات اور متعلقات کو عقلاً ماننے پر مجبور ہے- لیکن یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ کوئی شخص ایک چیز کے وجود کو تو تسلیم کرلے - مگر اس کے احوال و افعال اور اس کے اثراتِ طبعی و خارجی سے کلیتہً انکار کر دے - اور اگر کوئی شخص اُن چیزوں کے اثبات پر دلائل پیش کرے - تو اُس کی باتوں کو استہزائیہ لہجہ میں ٹال دیا جائے - مَیں تو ایسی کج بحثی کو جہل مرکب سے تعبیر کرونگا کہ آدمی حقیقت سے نا آشنا بھی ہو - اور اس پر ہمہ دان ہونے کا دعوٰے بھی کرے -

حمید- نہیں مولوی صاحب! ہم آپ کی ہر بات صمیم قلب سے سُننے کے لئے تیار ہیں -

مولوی عبدالرشید- مَیں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ حسد - جاہ طلبی - غیظ و غضب اور باقی ایسی ہی روحانی کیفیاتِ خبیثہ جسم سے تعلق رکھتی ہیں یا رُوح سے؟ اور رحم و

شفقت - عفو و کرم - بذل و ایثار کے جذبات ہڈیوں اور شریانوں سے پیدا ہوتے ہیں - یا ان کا بھی رُوح ہی منبع و مبداء ہے ؟ اگر آپ حضرات ان سوالات کے جواب میں میرے ساتھ پُورا پُورا اتفاق رکھتے ہیں - تو لا محالہ آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مذکورہ بالا کیفیات میں سے اول الذکر رُوح کے لئے پیغام ہلاکت اور مؤخر الذکر اس کی حیات کی دلیل ہیں - اب وہ شخص جس کے جذبات - حسد - جاہ طلبی اور غیظ وغضب سے مغلوب ہوچکے ہیں - اور اس کا دل کسی وقت بھی فراخدلی - صبرو قناعت اور حسن مُروّت سے آشنا نہ ہو - اگر ایسے شخص کو رُوحانی لحاظ سے مریض کے لفظ سے تعبیر کیا جائے تو کونسی تعجب کی بات ہے سردرد - دردشکم - خارش - بواسیر - دق اور جذام کا شکار انسان تو مریض کہلائے - اور اس کے علاج کے لئے ڈاکٹر اور اطبّا موجود ہوں مگر رُوحانی امراض کا بیمار اپنی بیماری کے احساس سے بھی غافل ہو - برین عقل و دانست بباید گریست

سعید - آخر مولوی صاحب ! اس تمہید سے آپ کا کیا مطلب ؟

عبد الرشید - مطلب تو بالکل واضح ہے - کہ جس طرح جسم کی نشوونما کے لئے بہترین اغذیہ اشربہ اور تازہ میوہ جات کی ضرورت ہے - اسی طرح رُوح کی پرورش کے لئے بھی آسمانی رشد و ہدایت کا فیضان امر ناگزیر ہے - اگر جسم بھوک سے ناتواں اور پیاس سے نحیف ہوجاتا ہے تو رُوح بھی الہام و وحی سے بے خبر رہ کر قریب المرگ ہو جاتی ہے - اگر جسمانی امراض کے علاج کے لئے ماہرین فن کی ضرورت ہے اور اُن کی ہدایت پر عمل کرنا لازمی ہے - تو روحانی امراض سے شفا حاصل کرنے کے لئے بھی ادیانِ شرع متین کی عارفانہ صحبتوں میں رہنا اور اُن کے ارشادات پر عمل کرنا اہم ترین امر ہے - اگر امراض جسمانی کا غلبہ و استیلا زندگی کی سوتوں کو بند کر سکتا ہے - تو رُوحانی بیماریوں کا اثر بھی رُوح کو اپنے زہریلے اثرات سے مسموم کر دیتا ہے -

مسعود - خوب ! میں آپ کے تمام نظریات سے پُورا پُورا اتفاق رکھتا ہوں - کیونکہ ایسی واضح اور روشن باتوں کا انکار کھُلی ہوئی شقاوت ہے -

جاوید - مسعود صاحب ! آپ تو فوراً مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں - اگرچہ ہماری دلی تشفی کے لئے ابھی بہت کچھ دلائل کی ضرورت ہے -

(بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے)

ہے - مرکزی وزراء کو پانچ ہزار روپیہ اور صوبائی وزراء کو تین ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے - اتنی تنخواہ پانے کے باوجود وہ اپنے محکمہ کے کام میں کما حقہ، دلچسپی نہیں لیتے - ان کے دفتر کا کام مہینوں پڑا رہتا ہے - جب ذرا اُتار چڑھاؤ کے کاموں سے فرصت نصیب ہوتی تو مسل کو سرسری ملاحظہ کرنے کے بعد دستخط کرکے واپس کر دیا - ظاہر ہے کہ اس صورت میں غلط آرڈر کا پاس کر دینا بعید از قیاس نہیں -

ہمارے وزراء سرکاری روپیہ بڑی بے دردی سے خرچ کرتے ہیں وہ شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ ان سے کوئی باز پرس کرنے والا کوئی نہیں - اگر دنیا میں باز پرس نہ ہوئی - تو قیامت کے دن یقیناً ہوگی - ان کے دورہ - سرکاری بنگلہ اور دفتر کے کمرہ پر جتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے - اس سے کئی بڑے کارخانے جاری کئے جا سکتے ہیں - جو ہزاروں بیروزگار مسلمانوں کی روزی کا مسئلہ حل کرسکتے ہیں - سرکاری کاروں پر جو خرچ' وہ اس سے بھی زیادہ ہے -

ایک وزیر نے اپنے دفتر سے ملحقہ آرام کمرہ میں اپنی پسند کا رنگ کروایا جس پر تقریباً پانچ سو روپیہ خرچ ہوا ان کی دیکھا دیکھی دوسرے وزراء نے بھی اسی طرح کا رنگ کروایا - اس فضول خرچی کا کیا فائدہ ؟

ایک اور وزیر نے دفتر کے پردوں کے لئے اپنی پسند کا کپڑا خلاف قواعد ضوابط خرید کر خواہ مخواہ سرکاری خزانہ کو زیر بار کیا -

وزیر اعلیٰ لاہور کے رہنے والے ہیں - لاہور میں ان کی اپنی کوٹھی موجود ہے - لیکن سرکاری بنگلہ پر بھی بدستور قابض ہیں - تاکہ تنخواہ کے علاوہ جو پانچ سو روپیہ ماہوار ملتا ہے اس سے محروم نہ کر دیئے جائیں - اب آپ اپنی کوٹھی میں رہتے ہیں - لیکن سکریٹریٹ سے دفتر سرکاری بنگلہ میں منتقل کر لیا ہے -

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وزراء نے سرکاری خزانہ کو اپنی ذاتی جائداد سمجھ رکھا ہے - جس میں سے جتنا اور جس طرح چاہیں خرچ کر ڈالیں -

چونکہ اپنی اہلیت کی بناء پر یہ وزیر نہیں بنتے اس لئے ان کے ہاں قابلیت کسی عہدہ کے لئے معیار نہیں نا اہل اور رشوت خور افسران کی بے جا چاپلوسی کر کے بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہو رہے ہیں -

ہمارے وزراء کو ملک اور قوم کے مفاد کا قطعاً کوئی خیال نہیں - وہ نفس پرست ہیں - اس لئے ان سے کچھ کہنا بے سود ہے - ہم چاہتے ہیں - کہ قوم ان کو اپنا بدخواہ سمجھ کر آئندہ انتخابات میں ان کو ووٹ نہ دے - خدا کرے کہ ہماری قوم اس راز کو پا جائے

اعلان

اہالیان پاکستان کی خوشخبری کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حسب دستور سابق اس سال بھی پاکستان کی مشہور دینی مذہبی درسگاہ مدرسہ عربیہ **قاسم العلوم ملتان** شہر کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ربیع الاول بمطابق ۱۰، ۱۱، ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء منعقد ہونا قرار پایا ہے - اس جلسہ میں گزشتہ سال کے فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی، بھی کی جائے گی اور سند فراغت بھی تقسیم ہوگی - گزشتہ سال کے فارغ التحصیل، طلبہ یہ تاریخیں نوٹ فرمالیں اور جلسہ میں ضرور تشریف لائیں -

نیز ہمدردان اسلام و بہی خواہان مدرسہ کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ جلسہ میں شمولیت فرما کر جلسہ کو کامیاب فرما کر اجر عظیم حاصل فرمائیں تفصیلی اعلان عنقریب شائع کیا جائیگا انتظار فرمائیں -

(مولانا) محمد شفیع مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

مسلمان اور اس کی صفات

(از جناب محمد حسام اللہ شریفی بڈھانوی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہم مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ آیئے ذرا اپنا جائزہ تو لیں۔ اور دیکھیں تو سہی کہ کیا ہم واقعی مسلمان ہیں یا صرف ہمارا دعوٰی ہی دعوٰی ہے اور یہ بھی دیکھیں کہ مسلمان کسے کہتے ہیں۔ لفظ "مسلمان" کے کیا معنی ہیں۔ اور ایک مسلمان کی کیا صفات ہونی چاہئیں؟

"مسلم" اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ "اسلام" اس کا مصدر ہے۔ اور مسلمان اسی سے بنا ہے۔ جس کے معنی "فرمانبردار" اطاعت گزار، اور سر تسلیم خم کر دینے والے" کے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں مسلمان اسے کہا جاتا ہے جو خدا کی وحدانیت اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا دل سے قائل ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تسلیم کرتا ہو۔ جس چیز کا حکم نبی اکرمؐ نے دیا ہے اسے پورے اور صحیح طریقے سے بجا لاتا ہو۔ جن کی ممانعت کی ہے ان سے پرہیز کرتا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی چیزوں کا حکم دیا ہے۔ جو خدا کی مرضی کے مطابق ہیں اس سلسلہ میں اللہ تعالےٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ط (پ۳)

ترجمہ۔ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے) کہدیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

عوام الناس میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ خدا تعالےٰ غفور الرحیم ہے ہم جو مرضی چاہے کریں لیکن وہ ہمارے گناہ بخش دے گا۔ یہ صحیح ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے لیکن اس کی غفاریت کے لئے چند شرائط بھی ہیں۔ ان شرائط کی ادائیگی کے بعد ہی اس سے بخشش کی توقع اور امید ہو سکتی ہے۔ یہ بھی کوئی ضروری اور گارنٹی نہیں کہ وہ ہر شخص ہی کو بخشیگا۔ یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے نہ بخشے۔ ارشاد باریتعالےٰ عزّ اسمہٗ ہے۔

(وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی ○) (پ۱۶ رکوع ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرے پھر سیدھے رستے پر چلے اس کو مَیں بخش دینے والا ہوں +

اللہ تعالےٰ نے اپنے غفار ہونے کے لئے سب سے پہلی شرط جو لگائی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے سابقہ گناہوں کا اقرار کرکے اس سے معافی کا طلبگار ہو۔ دوسری شرط ایمان کی ہے۔ کہ آدمی مومن ہو تب ہی اللہ تعالےٰ اس کے لئے غفّار ثابت ہونگے۔ تیسری شرط عمل صالح ہے کہ آدمی مومن ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ اپنے پاس عمل صالح بھی رکھتا ہو۔ ان شرائط کے ساتھ اللہ تعالےٰ غفار ہوں گے۔

اس کے غفار ہونے کے لئے عمل صالح بھی شرط ہے۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا۔ آیئے ذرا اس کے دربار میں چل کر معلوم تو کریں کہ وہ عمل کون کونسے ہیں۔ جن کے باعث اللہ تعالےٰ غفار ثابت ہوں گے۔ عمل صالح ہی ایک مسلمان کی صفت ہیں۔ اس کے درباری احکام قرآن مجید فرقان حمید کے ذریعہ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کے درباری احکام کا مجموعہ ہے۔ اور اس کی طرف سے نازل شدہ ہے قرآن مجید میں جا بجا صراحتاً مسلمانوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ کہ ایک مسلمان کی کیا صفات ہونی چاہئیں۔ قرآن مجید کا کوئی پارہ اور سورت دیکھ لیجئے اس سے خالی نظر نہ آئیگا۔ لیجئے صرف چند چیدہ چیدہ صفات ملاحظہ فرمایئے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ ط) سورہ انفال رکوع ۱ پارہ ۹

مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا:

(رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ص لا یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ○) پارہ ۱۸ رکوع ۱۱

(یعنی ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت، وہ اس دن سے جب دل (خوف و گھبراہٹ کے سبب) اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں اُوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں۔

ارشاد ہے۔

(اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ○ لا نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ط بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ ○ لا وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ ○ لا وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِرَبِّھِمْ لَا یُشْرِکُوْنَ ○ لا وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ ○ لا اُولٰٓئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ ○ لا) پارہ ۱۸ رکوع ۴

کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دُنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں (تو اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔ جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔ اور جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں۔ اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں۔ اور یہی ان کے لئے آگے نکل جاتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

(قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝) سورہ مومنون رکوع پارہ ۱۸

بے شک ایمان والے فلاح پاگئے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (خدا کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں۔ اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں۔ (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری جگہ مزید ارشاد فرمایا۔

(وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝

سورہ فرقان آخری رکوع پارہ ۱۹

ترجمہ۔ خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کرکے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔ اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں۔ کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے۔ اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اُڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔ اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کا مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (یعنی شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا۔ اور ذلت و خواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو خدا تعالےٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے۔ تو بیشک وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب اُن کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں۔ اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر اندھے اور بہرے ہوکر نہیں گرتے۔ (بلکہ غور و فکر سے سنتے ہیں) اور وہ جو (خدا سے) دُعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔ ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اُونچے اُونچے محل دیئے جائیں گے۔ اور وہاں فرشتے اُن سے دُعا و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ . . . . اور وہ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے۔

ان آیات مقدسہ میں مسلمانوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ وہ قرآن مجید کو اندھے بہرے ہوکر نہیں سُنتے۔ بلکہ غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ اور ان میں سوچ بچار کرتے ہیں۔ دوسری جگہ اسی مضمون کو اس طرح بیان فرمایا۔ (أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا) پارہ ۲۶ سورہ محمدؐ

ترجمہ۔ لوگ قرآن مجید میں کیوں غور و فکر نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں (یعنی ان کے دل مُردہ ہوچکے ہیں)

مسلمانوں کے لئے تو ضروری ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر اور غور و فکر سے پڑھیں۔ اور پڑھنے کے ساتھ ہی اس پر عمل بھی کریں۔ آپ ذرا غور تو کیجئے کہ کیا ہم میں مندرجہ بالا صفات میں سے کوئی صفت بھی پائی جاتی ہے۔ جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ ہمیں تو اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں چونکہ ہمارے آباؤاجداد مسلمان تھے اسی وجہ سے ورثۃً ہم بھی مسلمان ہیں۔ ورنہ کوئی عمل بھی ہم میں اسلام کا نہیں پایا جاتا ہے۔ ذرا بتائیے تو سہی کہ جب مسلمان کے معنی ہی فرمانبرداری کے ہیں اور فرمانبرداری کی علامتیں مندرجہ بالا ہیں۔ اور ہم میں سے اکثر ایسے ہیں جو ان علامتوں سے بے بہرہ ہیں۔ . . . . . . البتہ گوشت ضرور کھا لیتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی مسلمانوں کی اب کوئی تخصیص نہیں رہی۔ کیونکہ اب تو ہندو اور سکھ بھی گوشت کھانے لگ گئے ہیں۔

علامہ اقبال کی زبان سے موجودہ وقت کے مسلمانوں کی حالت سُن لیجئے۔ کہتے ہیں :-

شور ہے ہو گئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اسی سلسلہ میں ایک عربی شاعر کی ایک نظم کے چند چیدہ چیدہ شعر بھی سُن لیجئے۔ مفید رہیں گے۔

عدلنا عن النور الذی جاءنا به
کما عدلت عنه قریش فضلت

(کیونکہ ہم نورِ حق سے جس کو لے کر آپ مبعوث ہوئے تھے اسی طرح روگردانی کر چکے ہیں جس طرح قریش نے ان سے منہ پھیرا تھا اور گمراہی کے گڑھے میں جا پڑے تھے۔

اذن تقفی لا منهج الناس منهجی
ولا ملة القوم الاواخر ملتی

(پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زبوں حالی اور راہِ حق سے بیزاری دیکھ کر) یقیناً یہ فیصلہ کریں گے کہ لوگ جس ڈگر پر چل رہے ہیں یہ میرا بنایا ہُوا راستہ نہیں ہے۔ اور آخری زمانے کے ان لوگوں نے جس مذہب کا طوق اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے وہ میرا مذہب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

وجئت رسولاً للحیاة ولا اریٰ
بکم غیر حی فی مدارج میت

میری رسالت کا مقصد یہ تھا کہ تمہارے اندر زندگی کی حرارت پیدا کروں۔ اس کے برعکس میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم چلتی پھرتی لاشیں ہو۔ (اور زندگی و حرارت کی کوئی رمق تمہارے اندر نظر نہیں آتی)

آپ نماز ہی کو دیکھ لیجئے۔ کلام پاک اور حدیث شریف میں سب سے زیادہ تاکید نماز کی آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرما دیا کہ مسلمان ہونے کی علامت ہی نماز ہے۔ نیز فرمایا کہ نماز اسلام کا ستون ہے جس نے نماز قائم رکھی اس نے دین کو قائم رکھا۔ جس نے نماز ادا نہ کی اس نے دین کی عمارت کو منہدم کر دیا۔ اس قسم کی احادیث بے شمار وارد ہوئی ہیں۔ لیکن بہت ہی کم مسلمان نظر آتے ہیں جو اتنے اہم فریضہ کو پوری تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

اسلام صرف نماز روزے اور حج یا گوشت کھانے کا ہی نام نہیں بلکہ اسلام تو نام ہے مجموعہ عبادات کا چاہے وہ عبادتیں گھر میں ہوں یا مسجد میں، میدانِ جنگ میں ہوں یا کاروباری میدان میں۔ غرض ہر جگہ احکام خداوندی پر عمل پیرا ہوں۔ اور اُن احکام کی تعمیل میں مصروف ہوں۔ اسلام کو صرف مسجد میں مقید نہ رکھیئے کہ جب مسجد میں خدا کے حضور میں حاضر ہوں تو خدا کے احکام پر عمل پیرا ہونے کے لئے لمبے چوڑے وعدے لیکن .... باہر نکلتے ان کی خلاف ورزی۔ کاروبار ہو یا تجارت، ملازمت ہو یا گھریلو زندگی غرض زندگی کا ہر شعبہ اسلام کے احکام کے ماتحت گزاریئے۔ تب ہی جا کر صحیح معنوں میں ہم مسلمان ہوں گے۔

جب تک پاکستان نہیں بنا تھا تو کیا مجال تھی جو مسجدوں کے سامنے سے گانے بجانے والے گزر جائیں۔ جھگڑے فساد تک نوبت پہنچ جاتی تھی لیکن مسجد کے سامنے سے ایسے لوگ نہیں گزر سکتے تھے۔ لیکن اب ... عین نماز کے وقت ریڈیو بجانا شروع کر دیتے ہیں۔ باجا وغیرہ خاص نماز کے وقت مسجد سے باہر بجتا رہتا ہے۔ لیکن کوئی پروا نہیں ...... کیوں؟ اس لئے کہ اس وقت بجانے والے کافر تھے۔ اور اب ماشاء اللہ مسلمان ہیں۔ اور اس وقت ہندوستان تھا اب پاکستان ہے۔ جہاں سب کچھ جائز ہے۔ سُنیئے یہ علامت اللہ تعالیٰ نے کفار کی بیان کی ہے۔

ارشاد فرمایا ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝

سورہ ... رکوع ... پارہ ۲۴

کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سُنا ہی نہ کرو۔ اور جب پڑھنے لگیں تو شور مچا دیا کرو۔ تاکہ تم غالب رہو۔

اب تو صرف اسلام کا نام ہی نام باقی ہے۔ اپنے اسلاف کے کارنامے سُن لیتے ہیں کہ ہاں وہ بھی مسلمان تھے اور ایک ہم ہیں جنہوں نے اپنے اسلاف کے نام پر بٹہ لگا دیا۔ لیکن ان جیسے عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کاش کہ ان کی طرح عمل بھی کرتے۔ اسی لئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ زمانے کے متعلق فرمایا تھا۔

لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اسلام کا صرف نام ہی نام باقی رہ جائیگا۔ اور قرآن کریم کی صرف تحریر ہی باقی رہ جائیگی۔ یہ حدیث موجودہ زمانے... کے بالکل مطابق ہے

ممکن ہے کہ آپ یہ خیال کرتے ہوں کہ اسلام ہماری وجہ سے زندہ ہے۔ اس خیالِ خام کو ذہن سے نکال دیجئے۔ اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ آپ لوگ اسلام کے نام کی برکت سے زندہ ہیں۔ اگر آپ اسلام کو چھوڑ دیں گے تو آپ کا ذاتی نقصان ہوگا۔ اس سے اسلام کو کوئی گزند اور نقصان نہیں پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بجائے کسی دوسری قوم کو ہدایت نصیب فرمائے گا۔

ارشاد ہے:

ان یشا یذهبکم ویات بخلق جدید ۝ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز ۝

پارہ ۱۳ رکوع ۱۵

اگر وہ چاہے تو تم کو نابود کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔ (فتح الحمید)

یاد رکھیئے! کہ آپ کی ذاتی بہتری اسی میں ہے کہ آپ اسلام پر صحیح معنی میں عمل پیرا ہو جائیں۔ اسلام صرف مان لینے کا نام نہیں بلکہ ماننے کے ساتھ ساتھ عمل بھی ہوں۔ اس لئے آپ صرف نام کے مسلمان نہ بنئے بلکہ ایسے مسلمان بن جائیے کہ دیکھنے سے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ مسلمان ہے۔

آیئے اب بھی وقت ہے۔ ہم خُدا کی درگاہ میں حاضر ہو کر سچے دل سے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ اور آئندہ کے لئے عزم صمیم کر لیں۔ کہ ہم یہ صفات اپنے اندر پیدا کر کے رہیں گے۔

دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پر صحیح طور پر عامل بنائے۔ صحیح معنوں میں مسلمان بنا دے۔ اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

الاستفتاء

از جناب مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص حافظ قرآن یا عالم دین داڑھی منڈانا یا کترواتا ہے۔ سنت کے مطابق داڑھی نہیں رکھتا۔ کیا اس کے پیچھے نماز تراویح یا فرائض جائز ہے۔ بینوا توجروا بالصواب۔

حالانکہ اطاعت اسوہ حسنہ نبی کریم ضروری ہے۔ تاکہ حضور ؐ کی اتباع ہمارے ہر ایک عمل سے ظاہر ہو۔ قرآن مجید میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول صاف ارشاد موجود ہے۔ علاوہ ازیں صحاح کی جن حدیثوں میں داڑھی رکھنے کا حکم بصیغہ امر دیا گیا۔ ان میں وہ لفظ آتے ہیں۔ ایک اعفوا اللحیٰ۔ ارخوا اللحیٰ اعفو اور ارخو کے جو مصدر ہیں۔ یعنی اعفا ارخا عربی لغت کے رو سے۔ یہ فی الجملہ درازی بڑھوتری کو چاہتے ہیں۔ فقہا نے غالباً صحابہ کے طرز عمل سے یہ سمجھا ہے کہ اگر قریباً ایک مشت داڑھی رکھی جائے تو ان لفظوں کا مطالبہ پورا ہو جاتا ہے

(۲) کتب حنفیہ میں یکمشت کو واجب لکھا گیا ہے جو اس سے چھوٹی رکھتے یا کترواتے ہیں۔ اس کو ناجائز کہا ہے یہ بھی تصریح ہے کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے۔ فتح القدیر در مختار میں آیا ہے۔ و اما ما یفعلہ بعض المغاربۃ من قصہا وھی دون القبضۃ فلم یبحہ احدٌ یعنی مغاربہ کا یہ طرز عمل کہ وہ داڑھی ایک مشت سے کم رکھتے اور کترواتے ہیں۔ یہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ دارالعلوم مارچ ۵۸ء تقریر حضرت مدنی

ایک بار ایران کا سفیر بادشاہ دہلی کے پاس آیا۔ مرزا بیدل کا صوفیانہ کلام پڑھ کر لوگ اس کو قطب سمجھتے تھے۔ مرزا کا تعارف بھی کرایا گیا۔ داڑھی خشخشی تھی۔ پوچھا۔ آغا ریش مے تراشی مرزا نے کہا۔ ریش مے تراشم ولیکن دل کسے نخراشم۔ سفیر نے جواب دیا۔ بلے دل رسول اللہ مے خراشی۔ مرزا صاحب کامل تھے۔ غلطی معلوم ہوئی تو سر نیچا کر لیا۔ گھر گئے تین دن شرمندگی سے باہر نہ آئے۔

کیا ایسے حافظ عالم کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ (عبدالستار خطیب منڈی دھاڑی)

الجواب مبسملاً و محمداً و مصلیاً و مسلماً

جی ہاں آپ کے حوالہ جات درست ہیں ایک مٹھی سے کم بالاتفاق ناجائز ہے۔ اور حدیث شریف کے لفظ اعفوا اور اوفروا یا وفروا سے داڑھیوں کا لمبا کرنا واجب ہے اس کے خلاف کرنے والا فاسق اور اس کو فرائض یا تراویح وغیرہ میں امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ جیسے کہ کبیری و شامی نے فاسق کی امامت کی بابت اسی کو راجح قرار دیا ہے اور جس کو امام بنانے میں دخل نہ ہو اس کو اگر بہتر امام ملے گا۔ تو اس کے لئے بھی مکروہ۔ اگر بہتر امام اور نہیں ملتا تو مجبوری ہے۔ تنہا پڑھنے سے اس کے پیچھے پڑھنا افضل ہے۔ یہی معنی ہیں صلوا خلف کل بر و فاجر کے اور فقہا کے اس قول کے کہ تنہا سے اس کے ساتھ افضل ہے۔

داڑھی کے بڑھانے کا حکم ہے۔ مگر اس کی کوئی حد کہ کہاں تک بڑھائی جائے حضور ؐ کے ارشاد میں نہیں۔ لیکن ترمذی شریف میں حضور کا فعل کان یاخذ من لحیتہ من عرضہا و طولہا۔ مشکوٰۃ ص ۳۸۱ طول و عرض میں سے کچھ کچھ کٹانا روایت ہے مگر مقدار خاص اب بھی واضح نہیں ہوئی۔ اوفروا و اعفوا والی حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر ہیں۔ انہوں نے ایک مٹھی کے بعد کاٹی ہے۔ صحابی راوی حدیث کا فعل مقدار کو ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ حضور ؐ سے براہ راست سننے والوں پر تو عمل فرض تھا کہ حضور ؐ کا ارشاد ہونے میں واسطہ نہ ہونے کی وجہ سے وہم کا بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور حضور کی اطاعت بحکم اطیعوا الرسول فرض ہے۔ اس کے خلاف نہیں کر سکتے ورنہ قابل اعتبار نہ رہیں گے۔ اور تمام صحابہؓ کو حضور نے بایہم اقتدیتم اھتدیتم سے مستند فرمایا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ حضور ؐ کے بڑھانے کے حکم کے بعد ان کا کاٹنا بڑھانے کی مقدار کے خود حضور ؐ سے ہی معلوم ہونے پر ہو۔ اس لئے اس سے داڑھی کی مقدار ثابت ہوگی اور اس مقدار یعنی ایک مٹھی سے کم کو کاٹنا جائز نہوگا۔ اس لئے تمام اُمت نے اسی کو واجب اور کم کو ناجائز قرار دیا ہے۔ پھر دوسرا جملہ اس حدیث میں خالفوا المشرکین بھی ہے۔ یہ مخالفت بھی واجب ہے۔ جو لوگ کافروں کی طرح داڑھی رکھیں گے یا منڈوائینگے وہ اس دُوسرے جرم کے بھی مرتکب ہونگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

بعد سلام مسنون کے عرض ہے کہ ایک مسئلہ غور طلب ہے جس کے بارے میں بڑی پریشانی رہتی ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں اصل بات تحریر کروں۔ پہلے تمہید بیان کرتا ہوں۔ کہ آج کل عموماً جو پرائیویٹ ادارے ہیں۔ ان کے ہاں ملازموں کی تنخواہ میں سے ۱/۱۶ حصہ کاٹ لیا جاتا ہے۔ جس کو پراویڈنٹ فنڈ کہا جاتا ہے اور اسی قدر رقم کمپنی اپنی طرف سے ڈالتی ہے۔ پھر اس پر سُود وغیرہ بھی لگایا جاتا ہے۔

اس مقصد کے لئے بنک کی طرح کاپیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کاپی پر ہر چھ ماہ یا سال کے بعد اندراج ہوتا ہے۔ پھر اس میں بھی کچھ شرائط ہیں۔ یعنی ۴ سال ملازمت کے بعد اصل سے ۱/۴ حصہ زائد ملتا ہے۔ ۷ سال کے بعد ۱/۳ حصہ۔ ۱۰ سال کے بعد ۱/۲ زائد۔ اسی طرح ۱۲ سال کے بعد جتنی اصل جمع ہوتی ہے۔ اس کا دُگنا ملتا ہے۔ اب میں اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین (۱) کہ کیا اس جمع شدہ رقم پر زکواۃ واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو آیا اپنی اصل رقم پر واجب ہے یا کل جمع شدہ پر۔

(۲) آیا اگر زکواۃ واجب ہے تو ہر سال ادا کر دی جاوے یا ملنے پر۔ چونکہ یہ رقم ملازمت سے سبکدوش ہونے پر ہی وصول ہو سکتی ہے۔ دوران ملازمت میں صرف اس سے قرض لے سکتے ہیں۔ جو کہ اقساط کاٹ کر پھر اصل رقم میں جمع ہو جاتی ہیں۔

برائے مہربانی یہ جواب فتوے کی شکل میں ہفتہ وار خدام الدین کو برائے اشاعت

دے دیں تاکہ تمام ملازمین اس سے آگاہ ہو جائیں۔ فقط والسلام۔

بابو غلام محمد ورکشاپ ہیڈ کلرک لائلپور
کاٹن ملز لائلپور

الجواب مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً

(۱) ملازم کو اختیار ہے چاہے کٹوائے چاہے نہ کٹوائے۔ پھر کٹواتا ہے تو یہ ایسا ہو گیا کہ خود جمع کرا دیا ہے۔ جس قدر روپیہ کٹے گا۔ اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ ہر سال کی ہوگی اس کا سود بھی حرام ہوگا جو زائد ملے گا۔ اس پر نہ گزشتہ کی زکوٰۃ نہ اس کا سود سود ہے۔ وہ زر سود نام سے سب انعام ہے اور اختیار نہیں تو گزشتہ کی زکوٰۃ نہ سود سود ہے۔

(۲) ہر سال ادا کرنا ہی جائز ہے۔ ملنے پر بھی جائز بلکہ واجب ہے۔ جس مقدار کی زکوٰۃ گزشتہ کی فرض ہے اس کے لئے تو یہ حکم ہے۔ جس کی نہیں اس میں تو وصول پر سال گزرے یا قدیم نصاب کی زکوٰۃ وقت آ جائے اس وقت ہوگی۔

یہ مسئلہ خدام الدین ۴ر اکتوبر ۱۹۵۵ء میں تفصیل سے پہلے شائع ہو چکا ہے۔

جمیل احمد تھانوی

جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم۔ گزارش ہے کہ تقریباً دو سال ہوئے۔ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی تھی۔ شادی کے چھ سات دن بعد وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اور تا حال عدم پتہ ہے۔ میں غریب آدمی ہوں اور خواہشمند ہوں کہ اگر مذہب اجازت دیتا ہو تو اس لڑکی کی شادی کسی دوسرے صاحب سے کرکے اپنا بوجھ ہلکا کروں۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ مناسب فتوے عنایت فرمایا جائے اور بندہ کو پریشانی سے نجات دلائی جائے۔

رحیم خاں لاہور

الجواب مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً

جب تک خاوند طلاق نہ دے۔ یا کسی شرعی وجہ سے عدالت سے فسخ نہ کرا لیا جائے۔ لڑکی کو دوسرے سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔ اور ایسی صورت میں شرعی طریقہ یہ ہے کہ عورت ایسے حاکم کے یہاں جس کو ایسے معاملات کا اختیار ہو۔ دعوےٰ دائر کرے۔ گواہوں سے نکاح کے ہونے کو مرد کے غائب ہونے اور موت و حیات تک کی خبر نہ ملنے کو ثابت کرے اور نفقہ کا انتظام کرنے کو ثابت کر دے تو حاکم خود اس کے شوہر کو تلاش کرائے۔ جہاں جہاں اس کے جاتے رہنے اور ہونے کا غالب گمان ہو۔ وہاں آدمی بھیج کر اور جہاں گمان غالب نہ ہو محض احتمال ہو۔ وہاں خطوط بھیج کر اور اور اخبارات وغیرہ میں شائع کرا کے تلاش کرے جب قطعاً مایوسی ہو جائے اور پوری کوشش ختم ہو جائے اس وقت عورت کو چار سال اور انتظار کا حکم دے۔ اور اس سے پہلے کی تلاش بیضا لطہ اور مدت کا اعتبار نہیں ہے۔ چار سال بعد پھر عورت درخواست کرے۔ تو حاکم اس کی موت کا حکم لگائے۔ اس پر عورت چار ماہ دس روز عدت گزار کر دوسرے سے نکاح کر لینے کی حقدار ہو جائے گی۔ اس مسئلہ کی تفصیل اور دلائل "حیلہ ناجزہ" میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمیل احمد تھانوی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مسماۃ ... فوت ہو گئی ہے۔ اور صرف اخت لاب وام اور بھتیجے کا ایک لڑکا وارث چھوڑ گئی ہے اور خاوند متوفی قبلہا کے پھوپھی کے تین لڑکے باقی ہیں اور ان کے سوا اور کوئی وارث نہیں ہے۔ اب اس کے مال متروکہ کا حق ملکیت بحکم شرع متعین فرما کر مشکور فرماویں۔

نوٹ:۔ متوفیہ مذکورہ قبل از موت مرض الموت یہ کہتی تھی کہ میرا مال تجہیز و تکفین کے علاوہ مسجد کو دے دیا جاوے۔

شاہ محمد خانیوال
ضلع ملتان

الجواب مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً

اگر مسمات ... شرعی طریق سے مالک تھی تو اس کے مرنے کے بعد نصف اس کی بہن کا ہوگا۔ اور نصف بھتیجے کے لڑکے کا شوہر کے کسی عزیز کا کوئی حصہ اس کے ترکہ میں نہیں ہے۔ ہکذا فی الفقہ والفرائض واللہ اعلم۔ دیدیا جائے۔ کہنے سے مسجد کی نہیں ہوئی۔ اگر دے چکتی یا کسی کو وکیل بناتی وہ دے دیتا تو مسجد کی ہوتی یا یہ لفظ کہتی کہ میرے مرنے کے بعد مسجد میں دیدینا تو وصیت ہو کر ۱/۳ میں نافذ ہوتی۔ اب کچھ نہیں۔ صرف وارث مالک ہے۔ وہ چاہے دیں۔ چاہے نہ دیں۔

جمیل احمد تھانوی۔

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ ہمارے علاقہ قبائل میں افغانستان سے سمگلنگ شدہ کپڑا کھلے بازار فروخت ہوتا ہے اور حکومت کی طرف سے ہم پر کوئی بندش بھی نہیں ہے۔ اور ہم پاکستانی رعیت ہیں۔ میں جناب سے شرعاً بذریعہ خدام الدین دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس کپڑے کا خریدنا فروخت کرنا، پہننا از روئے شریعت کیسا ہے؟

حاجی شیر زمان میرزمان جنرل مرچنٹس
وانا۔ جنوبی وزیرستان

الجواب مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً

یوں تو شرعاً ہر مالک فروخت کرنے اور لینے والا لینے کا مختار ہے۔ مگر جب حکومت اسلامیہ کا حکم ممانعت کا ہو تو اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔

جمیل احمد تھانوی

کیا کہتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بیچ میں اس عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کیسا ہے جو عورت خاوند سے ہمبستری کے بعد بغیر نہائے صبح کو کھانا تیار کرے۔ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا کہ نہیں۔

محمد رمضان قریشی ٹول سیٹر
واہ کینٹ

الجواب مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً

جب ہاتھ پاک کرلے گی تو کھانا ناپاک نہ ہوگا۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ اور غسل کی ضرورت جو حکمی گندگی ہے۔ اس کا اثر کھانے میں نہیں آتا۔ مگر خود دیر لگا کر غسل کرنے کو ٹالنا گناہ ہے۔

جمیل احمد تھانوی
مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

بچوں کا صفحہ :-

ماں کی تعلیم بیٹے کو (جھوٹ نہ بولنا)

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدارس لاہور کارپوریشن)

پیارے بچو! مخدوم العلماء والفضلاء اعلیحضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کا نام نامی تو تم نے سنا ہوگا - آج کی صحبت میں اُن کے متعلق ایک مشہور واقعہ بیان کرتا ہے - غور سے سُنو اور عمل کرنے کی کوشش کرو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب کے انتقال کے بعد اور کوئی ایسا سرپرست نہ تھا جو آپ کو اپنی سرپرستی میں لیتا - لہٰذا والدہ صاحبہ کو ہی آپ کی پرورش کرنی تھی - آپ کی والدہ صاحبہ کو علم پڑھانے کا بڑا شوق تھا اور تمنّا تھی کہ میرا بچّہ بغداد شریف جاکر علم حاصل کرے مگر وہاں تک پہنچانے کے لئے کوئی ذریعہ نہ تھا - کافی عرصے کے بعد ایک قافلہ بغداد شریف جانے کے لئے تیار ہُوا - غریب والدہ نے بڑی محنت و مشقت سے چالیس اشرفیاں اپنے لختِ جگر کی تعلیم کے لئے اکٹھی کی تھیں - جب چلنے کا وقت آیا تو والدہ نے وہ اشرفیاں ایک پُرانی سی گدڑی میں سی دیں اور ارشاد فرمایا کہ یہ اپنی ضروریات پر خرچ کرنا - اور کبھی جھُوٹ نہ بولنا - بڑی تاکید کے ساتھ یہ نصیحت کرکے غریب والدہ نے اپنے نورِ نظر کو قافلہ کے ساتھ کر دیا - قافلہ تھوڑی ہی دُور گیا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے آگھیرا اور سب قافلے کا مال لُوٹ لیا - ایک ڈاکو نے اس لڑکے سے بھی پُوچھا کہ تیرے پاس بھی کچھ مال ہے ؟ لڑکے کو اپنی والدہ کی نصیحت یاد تھی - لہٰذا اس نے صاف صاف کہہ دیا - کہ جی ہاں میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں جو اس گدڑی میں سلی ہوئی ہیں - ڈاکو کو یہ سُن کر بڑا تعجب ہُوا - اور وہ اس کو اپنے سردار کی خدمت میں لے گیا - سردار نے گدڑی کو پھاڑا تو واقعی چالیس اشرفیاں برآمد ہوئیں - پھر وہ بھی بڑی حیرت سے ساتھ لڑکے کی طرف یوں گویا ہُوا - لڑکے تُو جانتا ہے کہ ہم ڈاکو ہیں - لوگوں کا مال چھین لینا ہمارا پیشہ ہے - پھر تُو نے اپنے مال کا پتہ ٹھیک ٹھیک کیوں بتایا - کوئی عذر یا بہانہ کیوں نہ کر دیا - لڑکے نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ مجھے میری والدہ نے رخصت کرتے وقت یہ نصیحت کی تھی کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا - لہٰذا اب مَیں نے آپ کے سامنے بھی جھُوٹ بولنا گوارا نہ کیا - اور انشاء اللہ جب تک زندگی ہے کبھی جھُوٹ نہ بولوں گا چاہے جان بھی جاتی رہے - سانچ کو آنچ نہیں ڈاکوؤں کا سردار ان الفاظ سے بیحد متاثر ہُوا - اُس نے سوچا کہ ایک چھوٹا سا لڑکا اپنی والدہ کے حکم کا ایسا فرمانبردار ہے اور ہم تو اتنے بڑے ہو کر بھی اپنے خالق کے حکموں کی نافرمانی کر رہے ہیں - تف ہے ہماری زندگی پر - یہ کہکر اسی وقت تمام ڈاکوؤں نے ڈاکے سے توبہ کی - اور سچّے اور پکّے دیندار مسلمان ہوگئے - پھر جب یہ لڑکا بغداد شریف پہنچا تو بڑا علم حاصل کیا اور بہت اُونچے درجے کا عالم اور بہت ہی بڑا ولی اللہ ہُوا -

صابرہ و شاکرہ بیوی

پیارے بچّو! آج ہم تمہیں ایک ایسی بیوی کے متعلق کچھ بتانا چاہتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی دی ہُوئی ہر مصیبت پر صبر و شکر سے کام لیتی تھی - لہٰذا ہم سب کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئیے - حضورؐ کے ایک صحابی تھے - جن کا نام حضرت ابو طلحہؓ تھا - حسنِ اتفاق سے اُن کا بچّہ بیمار ہو گیا اور وہ بیماری کی حالت میں بچّے کو چھوڑ کسی کام چلے گئے - خدا کی شان کہ پیچھے بچّہ وفات پا گیا - اور اسی رات کو وہ بھی گھر تشریف لے آئے - اُن کی نیکبخت اور دُور اندیش بیوی نے سوچا کہ اگر مَیں اپنے خاوند کو بچّے کے انتقال کر جانے کی خبر کر دونگی تو وہ تمام رات مارے رنج و غم کے غمگین اور بے چین رہیں گے - اور نہ ہی کھانا کھائیں گے - چنانچہ اُس نے بچّہ کی میّت پر چادر ڈال دی اور اپنے آپ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ بیٹھ رہیں - حضرت ابو طلحہؓ نے بچّے کی خیریت معلوم کی تو بیوی نے فرمایا کہ آرام سے ہے (کیونکہ انسان کا اپنے اصلی ٹھکانے پر پہنچ جانا سب سے زیادہ آرام دہ بات ہے) دونوں میاں بیوی نہایت سکون کے ساتھ بیٹھے - بیوی نے ہاتھ دُھلا کر کھانا کھلایا اور خوب مزے کے ساتھ باتیں کرتے رہے - تھوڑی دیر کے بعد بیوی نے خاوند سے کہا - کہ مَیں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی دوسرے شخص کو کوئی مانگی چیز دے اور پھر وہ اپنی چیز واپس لے لے تو کیا دوسرے شخص کو اس کے دینے سے انکار کرنے کا حق ہے - فرمایا کہ نہیں - بیوی نے کہا کہ اچھا آپ کا بچّہ وفات پا گیا ہے - جس کی امانت تھی - لے لی - خُدا کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں ہوتا لہٰذا صبر و شکر سے کام لیجئے - حضرت ابو طلحہؓ کچھ ناراض سے تو ہوئے مگر وہ بھی اللہ کے نیک بندے تھے - صرف اتنا فرمایا کہ تم نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا تھا - پھر اُنہوں نے یہ تمام واقعہ حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا - حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سُن کر خوش ہُوئے - اور دونوں کے لئے دُعا فرمائی - پھر اللہ تعالےٰ نے ان کو ایک اور بچّہ عنایت فرمایا - جس کا نام عبداللہ تھا - وُہ بڑا عالم فاضل ہُوا - اور پھر اس کی اولاد میں سے بڑے بڑے عالم پیدا ہُوئے - خدا تعالےٰ ہم سب کو بھی اسی طرح صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی توفیق بخشے - جب خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی نعمت آئے تو شکر کریں اور جب چھن جائے تو صبر کریں - آمین ثم آمین

ایڈیٹر ——— عبدالمنان چوہان

شرح چندہ } سالانہ ـ بارہ روپے ۱۲ ٭ ششماہی سات روپے ۷ ٭ سہ ماہی ساڑھے تین روپے ۳/۸/-

شرح اشتہارات

آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم ٭ اندرون ۳ روپے فی انچ سنگل کالم

مجلس ذکر

مجلس ذکر کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ سے جو لوگ وابستہ ہیں یعنی جنہیں آپ سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔ وہ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد جمع ہوتے ہیں اور خاندان قادریہ کے مسلک پر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ذکر کے بعد مولانا مدظلہ کی تقریر ہوتی ہے۔ جس میں روحانی امراض کی تشخیص اور اس کا علاج و پرہیز بتایا جاتا ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہی تقریر ہفت روزہ "خدام الدین" میں چھپ کر شائع ہوتی ہے۔ ان ہی تقاریر کا مجموعہ مجالس ذکر کے نام سے کتابی شکل میں دو حصوں میں چھپ چکی ہے۔ خود پڑھیئے اور اہل عیال کو سنائیے۔ انشاء اللہ مجلس ذکر کا مطالعہ روحانی بیماریوں سے شفا پانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ اگر زندگی میں ان بیماریوں سے شفا نہ پائی۔ تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی اور حشر کے دن بھی تڑپائیں گی۔ ہدیہ فی جلد ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

وما علینا الا البلاغ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا